ڈاکٹر بشیر احمد رند[1]
بشیر احمد ڈرس[2]

ہدیہ اور اس کی شرعی حیثیت

Abstract

Islam is the religion of peace, harmony, love and brotherhood. It encourages the passions of love, unity and brotherhood in society. That's why Islam orders for all those things which bring brotherhood and love among people and discourages for all those things/acts which create hatred, envy, animosity and dishonor among people. Among the things/acts which cause for love and brotherhood, one is the exchange of gifts. But sometimes the gifts are used as bribe. And bribe is such an evil that it causes not only the anger of Almighty Allah but it is poisonous for cause of nation and state.

When bribe spreads in a society it makes its foundations weak and sabotage the entire nation. Hence it results in cruelty, injustice, breach of law, rampage, rupture, inferiority complex, depuration and murder of merits. That is why Holy Prophet (PBUH) cursed the embracer, corrupt and their agent. Thus is necessary to critically study the Islamic education about gift and to examine the sources which cause bribe. This paper critically evaluates the importance of gift in Islam, its various forms, and when does gift turn to be bribe.

1 ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف کمپیر ٹیور یلیجئس اینڈ اسلامک کلچر، یونیورسٹی آف سندھ، جامشورو، سندھ
2 لیکچرر مہران یونیورسٹی، سازاب کیمپس، خیر پور میر

ہدیہ کی تعریف

ہدیہ ہر اس چیز یا اس مال کو کہا جاتا ہے جو تعظیم یا محبت بڑھانے کے لیے دیا جاتا ہے۔[1] اس میں دینے والا لینے والے سے کوئی شرط نہیں منواتا کہ اس کے عوض میں فلاں چیز مجھے دو گے یا فلاں معاملہ میں میرے ساتھ تعاون کرو گے۔[2] عبد اللہ بن عبد المحسن الطریقی حفظہ اللہ نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے:

"ہدیہ ہر اس مال کو کہا جاتا ہے جو محبت کے اظہار، الفت کے حصول اور ثواب پانے کی غرض سے رشتہ داروں، دوستوں، علمائے کرام، بزرگانِ دین اور ان نیک لوگوں کو دیا جاتا ہے کہ جن کے بارے میں دینے والے کو حسنِ ظن ہوتا ہے۔"[3]

ابتداء میں ہدیہ دینے کا مقصد اس شخص کو خوش کرنا ہوتا ہے جسے ہدیہ دیا جارہا ہوتا ہے گو کہ آخر میں ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔[4]

ہدیہ کی اہمیت

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام امن، سلامتی، محبت و اخوت کا دین ہے۔ اس لیے وہ ہر اس بات کا حکم دیتا ہے جس سے لوگوں کے مابین محبت، اخوت، اتفاق و اتحاد قائم ہو اور وہ ہر اس چیز سے روکتا ہے جس سے لوگوں کے دلوں میں نفرت، حسد، بغض اور عداوت پیدا ہو۔ یہی سبب ہے کہ وہ سلام، دعا، دعوت، عیادت اور ہر جائز بات میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کا حکم دیتا ہے اور جھوٹ، غیبت، طعنہ زنی، تہمت، چوری، لوٹ کھسوٹ، سود، جوا، ملاوٹ وغیرہ جیسے کاموں سے روکتا ہے۔[5] اور جو چیزیں محبت و اخوت کا باعث بنتی ہیں ان میں سے ایک اہم 'ہدیہ' کا لین دین بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنی تعلیمات میں اس کی اہمیت پر بہت زیادہ زور دیتا ہے۔ قرآن مجید کی بہت ساری آیات میں نیکی، احسان، صلۂ رحمی، باہمی محبت و اخوت کا حکم دیا گیا ہے کہ جس سے ہدیہ کے لینے دینے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اسی طرح بہت ساری احادیث میں بھی ہدیہ لینے دینے کی ترغیب دی

---

1. لوئیس معلوف، المنجد: ص 1003، مکتبة قدوسية، أردو بازار، لاهور، 2009م
2. ابن نجيم، زين الدين، البحر الرائق: 6/262، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية، س ن
3. الطريقي، عبد الله بن المحسن، جريمة الرشوة في الشريعة الإسلامية: ص 68، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، رياض، الطبعة الأولى، 1982م
4. الجيلاني، فضل الله، الصمد في توضيح الأدب المفرد لمحمد بن إسماعيل البخاري: 2/50، المطبعة السلفية، مصر، 1961م
5. جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدة: 5: 2)

گئی ہے، جن میں سے کچھ ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:

احادیث

① حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «تہادوا تحابوا»[1] "ایک دوسرے کو تحائف دیا کرو، اس سے باہمی محبت بڑھتی ہے۔"

اس سلسلے میں آپ ﷺ نے یہ بھی رہنمائی فرمائی ہے کہ تحفہ تحفہ ہوتا ہے، اس لیے اس کی قیمت کو نہیں دیکھنا چاہیے، بلکہ دینے والے کے اخلاص کو دیکھنا چاہیے، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

② «تہادوا إن الهدية تذهب وحر الصدر ولاتحقرن جارة لجارتها ولوبفرسن شاة»[2]

"ایک دوسرے کو تحائف دیا کرو، اس سے دل کا کینہ اور حسد ختم ہو جاتا ہے، اور کوئی بھی پڑوسن اپنی پڑوسن کے ہدیہ کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے، چاہے وہ بکری کے کُھر جیسی کوئی معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو۔"

ایک روایت میں آپ ﷺ نے ہدیہ کو دنیا میں رزق کی برکت اور آخرت میں اجر و ثواب کا باعث قرار دیا ہے، جیسے آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

③ « تہادوا الطعام بينكم فإن ذالك توسعة لارزاقكم في عاجل الخلف وجسيم الثواب يوم القيمة»[3]

"کھانے پینے کی چیزیں ایک دوسرے کو تحفہ میں دیا کرو، اس سے دنیا میں تمہاری روزی میں برکت پڑے گی اور آخرت میں تمھیں بہت زیادہ اجر ملے گا۔"

اخلاص سے دیے ہوئے تحفے کو رد کرنے سے آپ ﷺ نے سختی سے روکا ہے، اس لیے کہ اس سے تحفہ دینے والے کی دل آزاری ہوتی ہے اور تحفہ قبول نہ کرنے والے کا تکبر و غرور ظاہر ہوتا ہے، چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

④ ایک مسکین عورت نے مجھے ہدیہ پیش کیا، لیکن میں نے اس کے مسکینی حال پر رحم کھا کر قبول نہ کیا، پھر میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تم نے اس کا ہدیہ قبول کیوں نہیں کیا؟ اور اسے اس کے ہدیہ کا بدلہ کیوں نہیں دیا؟ کیا تو نہیں سمجھتی کہ تم نے اس کے ہدیہ کو حقیر سمجھا؟ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! عاجزی وانکساری اختیار کر، بیشک اللہ تعالیٰ عاجزی وانکساری اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، تکبر و غرور

---

1 الهندى المتقي، علاء الدين علي بن حسام الدين، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: 6/110، مؤسسة الرساله، بيروت، 1979م

2 أيضاً: 6/110

3 أيضاً: 6/116

کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"[1]

اور آپ ﷺ نے کسی کا دیا ہوا ہدیہ قبول کرنے کو خدا کا دیا ہوا ہدیہ قبول کرنے اور رد کرنے کو اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے ہدیہ کو رد کرنے کے مترادف قرار دیا ہے، جیسے اس روایت سے ظاہر ہے:

⑤ ہدیہ اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے ایک رزق ہے، جس نے اسے قبول کیا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کا ہدیہ قبول کیا اور جس نے اسے رد کیا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے ہدیہ کو رد کیا۔[2]

⑥ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے کسی جانور کے اگلے پیر یا کُھر میں شرکت کے لیے دعوت دی جائے گی تو میں ضرور شریک ہوں گا، اسی طرح اگر مجھے کسی جانور کا پیر یا کُھر ہدیہ میں پیش کیا جائے گا تو میں ضرور اسے قبول کروں گا۔[3]

آپ ﷺ نے نہ صرف ہدیہ قبول کرنے کی ترغیب دی بلکہ اس کا بہتر بدلہ دینے کی بھی ترغیب دی، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

⑦ ہدیہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پاکیزہ رزق ہے، تم میں سے جس کو ہدیہ ملے اسے چاہیے کہ وہ اسے قبول کرے اور اس سے بہتر چیز بدلے میں دے۔[4]

سیرتِ نبویہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف ہدیہ لینے دینے کی ترغیب دی بلکہ عملی طور پر خود بھی تحائف قبول کیے اور بدلے میں لوگوں کو تحائف عنایت بھی فرمائے، جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"رسول اللہ ﷺ خود تحفہ وصول بھی کیا کرتے تھے اور بدلے میں تحفہ عنایت بھی فرمایا کرتے تھے۔"[5]

مذکورہ روایات کے پیشِ نظر قاضی ابو بکر ابن العربی رحمہ اللہ (متوفیٰ 543ھ) نے کہا:

"قبول الهدية سنة مستحبة تصل المودة و توجب الألفة."[6]

---

1 كنز العمال: 821/5

2 أيضاً: 116/6

3 البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب النكاح،باب من أجاب إلى كراع: 5178، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الثانية، 1999م

4 كنز العمال: 116/6

5 الترمذي أبو عيسى محمد بن عيسى، جامع الترمذي، أبواب البر والصلة عن رسول الله ﷺ، باب ماجاء في قبول الهدية والمكافأة عليها: 1953، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى، 1999م

6 الجيلاني، فضل الله، فضل الله الصمد في توضيح الأدب المفرد: 50/2

"ہدیہ قبول کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت اور ثواب کا عمل ہے، اس سے محبت بڑھتی ہے اور دلی لگاؤ میں اضافہ ہوتا ہے۔"

ہدیہ کب رشوت ہوتا ہے؟

اسلامی تعلیمات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ ہدیہ جو رشتہ داری، دوستی، ذاتی تعلق، یا دینی حیثیت کی وجہ سے دیا جاتا ہو کہ جس کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کی رضا، اور باہمی محبت والفت کا حصول ہو، اس کا لینا دینا باعثِ اجر و ثواب اور باہمی محبت والفت میں اضافے اور کینہ، حسد، بغض و نفرت کے خاتمے کا ذریعہ ہوتا ہے، لیکن جو ہدیہ اس نیت سے نہ دیا جاتا ہو بلکہ اس کا مقصد مادی غرض یا دنیاوی مفاد حاصل کرنا ہو تو وہ ہدیہ حقیقت میں ہدیہ نہیں ہوتا بلکہ ہدیہ کی صورت میں رشوت ہوتا ہے۔ اور یہ وہ ہدیہ ہوتا ہے جو کسی حکمران، گورنر، جج یا سرکاری و نجی ادارے کے بااختیار ملازم کو اس کے عہدہ و منصب کی وجہ سے دیا جاتا ہو۔ اس لیے اسلام ایسے لوگوں کے لیے سوائے چند صورتوں کے باقی ہر صورت میں ہدیہ وصول کرنے کو حرام قرار دیتا ہے اور اسے رشوت شمار کرتا ہے، جیسے مندرجہ ذیل روایات اور سلف صالحین کے اقوال و کردار سے ظاہر ہے:

① رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

«هدايا السلطان سحت وغلول»[1]

"حکمران کے لیے تحائف وصول کرنا سُحت (سخت حرام) اور غُلول (خیانت) ہے۔"

② ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

«هدايا الأمراء غلول»[2]

"حکمرانوں کے لیے تحائف وصول کرنا ایک قسم کی خیانت ہے۔"

③ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«هدايا العمال حرام كلها»[3]

"سرکاری افسروں کے سارے تحائف حرام ہیں۔"

ان روایات میں حکمرانوں کے تحائف وصول کرنے کو "سُحت، غُلول اور حرام" کہا گیا ہے۔ اور 'سُحت' عربی میں ہر ایسی حرام چیز کو کہا جاتا ہے جس کا نام لینا ہی برا لگے اور انسانی وقار کو مجروح کرے، اور یہاں اس سے مراد

---

1 كنز العمال: 115/6

2 البيهقي، أحمد بن الحسين، كتاب آداب القاضي، باب لايقبل منه هدية: 20474، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، 2003م

3 كنزالعمال: 112/6

رشوت ہے۔[1] اور 'غلول' غنیمت کے مال میں خیانت کو کہا جاتا ہے اور غنیمت کے مال میں خیانت گناہِ کبیرہ ہے۔[2]

④ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 256ھ) نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسد قبیلہ کے ایک آدمی کو جو ابنِ لُتبیہ کے نام سے مشہور تھا، اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ جب وہ واپس آیا تو کچھ مال الگ کر کے کہنے لگا: حضور! یہ مال آپ کا ہے، جو زکوٰۃ میں ملا ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور لوگوں کو نصیحت کرنے کے لیے منبر پر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اس آدمی کا کیا حال ہے جسے میں زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجتا ہوں، جب وہ واپس آتا ہے تو کہتا ہے یہ مال تمہارے لیے زکوٰۃ میں ملا ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے۔ بھلا وہ اپنے والدین کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھتا، پھر دیکھے کہ اسے تحائف ملتے ہیں یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یہ جو چیز بھی ہماری اجازت کے بغیر لے گا قیامت کے دن اپنے گردن پر اٹھائے ہوئے لائے گا۔"[3]

اس حدیث سے واضح ہے کہ جو تحفہ، عہدہ اور منصب کی وجہ سے ملتا ہے وہ درحقیقت تحفہ نہیں ہوتا بلکہ تحفہ کے نام سے رشوت ہوتا ہے۔

⑤ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 179ھ) نے موطا میں نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو خیبر کے یہودیوں کی طرف خراج وصول کرنے کے لیے بھیجا، تو انھوں نے اسے تحفہ کے طور پر کچھ مال کی پیشکش کی، تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے انھیں فرمایا: یہ مال جو تحفہ کے نام سے تم مجھے پیش کر رہے ہو ہم اسے رشوت سمجھتے ہیں۔ اور یہ ہمارے ہاں سخت حرام ہے اور ہم رشوت نہیں کھاتے۔[4]

کچھ لوگ بڑے تیز ہوتے ہیں، چاہے ان کا فی الفور کسی حاکم یا سرکاری کارندے سے کوئی کام نہ بھی ہو تو پھر بھی وہ انھیں تحائف دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اس طرح ان کی توجہ حاصل کر لیں، اور وقت آنے پر ان سے کام لے لیں۔ اس کی مثال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے ملتی ہے جسے

---

[1] الأفريقي، ابن منظور محمد بن مكرم، لسان العرب: 2/41، دار صادر، بيروت، 1968م

[2] المظهري، محمد ثناء الله، التفسير المظهري، سورة آل عمران: 2/163، مكتبة الرشيدية، الباكستان، 1412هـ

[3] القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن: 4/261، دار الكتب المصرية، القاهرة، الطبعة الثانية، 1964م

[4] مالك بن أنس بن مالك، المؤطأ، كتاب المساقاة، باب ماجاء في المساقاة: 2595، مؤسسة زايدان سلطان، الإمارات، الطبعة الأولى، 2004م

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 458ھ) نے اپنی السنن الکبریٰ میں نقل کیا ہے کہ

”ایک آدمی ہر سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اونٹ کی ران ہدیہ میں دیا کرتا تھا، اتفاق سے اس کا ایک مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے اپنا ہدیہ یاد دلاتے ہوئے اشارتاً کہا: اے امیر المؤمنین! ہمارے درمیان فیصلہ اس طرح کرنا جس طرح اونٹ سے اس کی ران جدا کی جاتی ہے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اس کا اشارہ سمجھ گئے اور اسی وقت اپنے سب گورنروں کو لکھا کہ ہدیہ وصول نہ کیا کرو، کیونکہ وہ حقیقت میں رشوت ہوتا ہے۔“[1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اس کے بعد معمول یہ تھا کہ وہ اول تو تحائف وصول ہی نہیں کیا کرتے تھے، لیکن اگر وصول کرتے بھی تو انھیں بیت المال (سرکاری خزانہ) میں جمع کرا دیتے تھے۔ جب ان سے کہا جاتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو تحائف وصول کیا کرتے تھے، تو آپ کیوں نہیں وصول کرتے، تو آپ رضی اللہ عنہ جواب میں فرماتے کہ بیشک وہ تحائف تھے لیکن اب یہ رشوت ہیں۔[2]

اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 101) نے فرمایا تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحائف تھے، لیکن ہمارے لیے رشوت ہیں، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی وجہ سے تحائف ملتے تھے، حکومت کی وجہ سے نہیں، جبکہ ہمیں حکومت وریاست کی وجہ سے تحائف ملتے ہیں۔[3]

یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 241ھ) نے فرمایا تھا کہ

”حکومت کے کسی بھی منصب پر فائز شخص کو میں تحفہ وصول کرنے کی اجازت نہیں دوں گا، اس لیے کہ حدیث میں سرکاری اہلکاروں اور گورنروں کے تحائف کو خیانت کہا گیا ہے۔ خاص طور پر حکمران کے لیے تو میں ہرگز تحفہ وصول کرنا پسند نہیں کرتا، البتہ اس منصب پر فائز ہونے سے قبل جس آدمی سے اس کا تعلق رہا ہو اس سے تحفہ وصول کر سکتا ہے، کیونکہ وہ تحفہ ذاتی تعلق کی بنا پر ہو گا، منصب کی وجہ سے نہیں۔“[4]

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صرف ان ہی لوگوں سے تحفہ وصول فرمایا کرتے تھے جن کے بارے میں

---

[1] شاہ ولي الله، أحمد بن عبد الرحيم، المسوّٰی من أحاديث المؤطا: 2/234، مكة المكرمة، المطبعة السلفية، 1353ھ؛ القرضاوي يوسف، الحلال والحرام في الإسلام: ص307، مكتبه وهبة، مصر، 1976م

[2] السنن الكبرىٰ: 10/183

[3] الطريقي، عبد الله بن عبد المحسن، جريمة الرشوة: ص71، موسسة الجريسى للتوزيع، الطبعة الأولى، 1982م

[4] الطرابلسى، علاؤ الدين علي بن خليل، معين الحكام فيما يتردد بين الخصمين من الأحكام: ص 16، مطبعه مصطفى البابي الحلبي وأولاده، مصر، الطبعة الثانية، 1973م

انھیں یقین ہوتا کہ وہ خوش دلی سے دے رہے ہیں۔ اور یہ بھی یقین ہوتا کہ اس ہدیہ کے پیچھے ان کی کوئی دنیاوی غرض پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ یہ بھی تھی کہ بدلے میں اس سے کئی گنا زیادہ تحفہ عنایت فرمایا کرتے تھے۔[1]

واعظ، امام مسجد اور مفتی کے لیے ہدیہ قبول کرنے کی شرعی حیثیت

مذکورہ بحث سے واضح ہوا کہ کسی حکمران یا سرکاری اہلکار کو اس کے عہدہ و منصب کی وجہ سے جو تحائف ملتے ہیں وہ حرام ہیں، مگر ایک عالمِ دین جو رضاکارانہ طور پر لوگوں کو دینی دعوت دیتا ہے، ایک مسجد کا امام جو لوگوں کی نماز میں پیشوائی کرتا ہے، اور مفتی جو دینی مسائل میں عوام کی رہبری کرتا ہے، چونکہ ان کے پاس کوئی سرکاری عہدہ و منصب نہیں ہوتا، اور نہ ہی ریاستی معاملات میں ان کا کوئی عمل دخل ہوتا ہے اور انہیں جو تحائف ملتے ہیں وہ خالص ان کی دینداری، اخلاص، نیکوکاری اور ان میں حسنِ ظن کی وجہ سے ملتے ہیں، اس لیے فقہائے کرام کا اتفاق ہے کہ ان کے لیے ہدایا و تحائف وصول کرنا اور مخصوص دعوتوں میں شریک ہونا جائز و مستحب ہے۔[2] البتہ مفتی کے حوالے سے فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مفتی کو کسی دنیاوی غرض کی خاطر تحفہ دیتا ہے، جیسے کسی شخص نے اپنے مخالف کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا ہوا ہے اور مفتی کا اس عدالت میں اثر و رسوخ ہے، اور وہ شخص چاہتا ہے کہ مفتی اس سلسلہ میں اس کی مدد کرے یا فتوے میں اس کے ساتھ رعایت برتے اور اس غرض کے لیے مفتی کو ہدیہ پیش کرتا ہے تو ایسے ہدیہ کا وصول کرنا مفتی کے لیے جائز نہیں ہوگا۔[3]

استاد کے لیے ہدیہ وصول کرنے کی شرعی حیثیت

استاد کو ہدیہ پیش کرنے کی دو صورتیں ہیں:

① ایک یہ کہ کوئی شاگرد اپنے استاد کی فرض شناسی، علمی قابلیت، ذاتی نیکوکاری سے متاثر ہو کر اپنی محبت کے اظہار اور استاد کے اعزاز و اکرام کی خاطر اسے کوئی چیز تحفہ میں پیش کرتا ہے تو وہ ایسے ہی جائز اور مستحب ہے جیسے واعظ، مسجد کے امام اور مفتی کو تحفہ پیش کرنا جائز و مستحب ہے۔[4]

---

1 جريمة الرشوة: ص69

2 لجنة العلماء برئاسة نظام الدين البلخي، الفتاوىٰ هندية: 3/330، دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت، الطبعة الثالثة، 1973م

3 جريمة الرشوة: ص 75-76

4 ابن عابدين، الدمشقي، رد المختار على الدر المختار: 6/423، دار الفكر، بيروت، الطبعة الثانية، 1992م

④ دوسری صورت یہ ہے کہ استاد کو اس کے فرض کی ادائیگی یا امتحان میں کامیاب کرانے یا امتیازی مارکس دینے کے لیے کوئی تحفہ دیا جارہا ہو تو ایسا تحفہ ایسے ہی حرام و ناجائز ہے جیسے کسی مفتی کی حمایت حاصل کرنے یا فتوے میں رعایت لینے کے لیے کوئی تحفہ پیش کیا جائے۔اور ایسا تحفہ وصول کرنا دوگنا گناہ ہے، ایک تحفہ کے نام سے رشوت وصول کرنے کا اور دوسرا نااہل کو آگے لانے اور اہل کو پیچھے کرنے کا گناہ۔[1]

حکام اور امراء کے تحائف کے بارے میں مسلم مفکرین کی آراء

ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 2010ء) حکام اور امراء کے تحائف پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حکام اور امراء کو مختلف لوگ ہدایا اور تحائف کے نام سے جو کچھ پیش کرتے رہتے ہیں وہ اگرچہ بظاہر ہدیہ یا تحفہ کے معصوم نام سے دیا جاتا ہے، لیکن در حقیقت وہ رشوت کی ہی ایک قسم ہوتی ہے، لہٰذا جو ہدیہ صرف اس وجہ سے دیا جائے کہ متعلقہ شخص کوئی اعلیٰ سرکاری افسر، حاکمِ عدالت، یا کارندہ ہے وہ رشوت ہے اور حرام ہے۔ہاں! اگر کوئی ہدیہ ایسا ہو جو خاص اس کو دیا جانا مقصود ہو اور اس کے عہدہ کے اثر رسوخ کو دخل نہ ہو جس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ شخص اس منصب پر فائز ہونے سے قبل بھی اس شخص کے اس طرح ہدایا قبول کرتا رہا ہو تو ایسا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔"[2]

مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"جس شخص کے بارے میں یقین ہو کہ وہ سرکاری کارندے کو اس کی ذات سے محبت اور خدا کی رضا کی خاطر تحفہ پیش کر رہا ہے تو پھر ظاہر یہی ہے کہ ایسا تحفہ اس منع والے حکم یا وعید میں داخل نہیں ہے، لیکن ایسے مخلص لوگ بہت کم ہیں، زیادہ تر نفاق اخلاص کی صورت اختیار کرتا ہے، اس لیے ہر حال میں حکام اور سرکاری اہلکاروں کو تحائف قبول کرنے سے دور رہنا ہی بہتر اور سلامتی کے قریب ہے۔"[3]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 505ھ) نے حکام اور سرکاری اہلکاروں کے تحائف کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک بہترین اور بصیرت آموز تبصرہ کیا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب تحائف کے بارے میں یہ سخت ہدایات ثابت ہو چکیں تو اب قاضی، والی، اور ہر سرکاری اہلکار کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے والدین کے گھر میں فرض کرے پھر جن تحائف کے بارے میں سمجھے کہ معزولی کے بعد بھی

1 جريمة الرشوة: ص 75

2 أيضاً: ص 70

3 العثماني، شبير أحمد، فتح الملهم بشرح صحيح الإمام مسلم: 3/310، دار إحياء التراث العربي، بيروت الطبعة الأولى، 2006م

وہ مل سکیں گے تو عہدہ کے دوران ان کا وصول کرنا اس کے لیے جائز ہے اور جن کے بارے میں سمجھے کہ وہ صرف عہدہ کی وجہ سے مل رہے ہیں ان کا لینا حرام اور ناجائز ہے، اور جن دوستوں کے تحائف کے بارے میں اسے شک ہو کہ معزولی کے بعد ملیں گے یا نہیں اسے چاہیے کہ ان سے دور رہے۔"[1]

فقہائے حنفیہ نے تو ہدیہ کے بارے میں یہاں تک احتیاط کو ملحوظ رکھا ہے کہ اگر کسی قاضی کے پاس ایسے رشتہ دار یا واسطہ دار کا مقدمہ ہو جو اسے ذاتی تعلق کی بنیاد پر اس عہدے پر فائز ہونے سے پہلے بھی ہدایا دیا کرتا تھا تو اس صورت میں بھی قاضی کو چاہیے کہ اس سے بھی ہدیہ وصول نہ کرے۔[2]

ہدیہ کی مختلف صورتیں

ہمارے سماج میں دیکھا یہ گیا ہے کہ لوگ عام طور پر کھانے پینے، پہننے اور اوڑھنے یا برتنے کی چیز کو جو ملکیت کے طور پر دی جائے، ہدیہ سمجھتے ہیں، جب کہ فقہاء کرام تو قرض، کسی چیز میں خاص رعایت اور عاریتاً کسی چیز کے دینے کو بھی ہدیہ سمجھتے ہیں۔[3] مثال کے طور پر کچھ پیسے مہینہ یا سال دو سال کے لیے کسی کو قرض کے طور پر دیے جائیں یا زیادہ قیمت والی چیز کم قیمت میں دی جائے یا گھر، ٹی وی، فریج، گاڑی وغیرہ استعمال کے لیے عاریتاً دی جائے، تو فقہائے کرام ان سب چیزوں کو ہدیہ کی طرح شمار کرتے ہیں۔ اس لیے حکمرانوں یا سرکاری اہلکاروں کے لیے یہ چیزیں بھی ان لوگوں سے لینا درست ہوں گی، جن سے ہدیہ لینا درست ہوتا ہے اور جن سے ہدیہ لینا درست نہیں ہوتا ان سے یہ چیزیں لینا بھی درست نہیں ہوں گی۔ یہی سبب ہے کہ فقہاء کرام قاضی کے لیے بذاتِ خود خریداری کو بھی پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح فقہاء کرام مخصوص دعوت کو بھی ہدیہ شمار کرتے ہیں۔[4] مخصوص دعوت وہ ہوتی ہے جو کسی خاص آدمی کے لیے تیار کی جاتی ہے، اگر صاحبِ دعوت کو پتہ چل جائے کہ کہ مخصوص آدمی نہیں آرہا تو وہ دعوت تیار ہی نہ کرے۔[5] اس لحاظ سے کسی حکمران یا سرکاری اہلکار کو ایسے آدمی کی خاص دعوت میں شرکت کی اجازت ہو گی جس سے اس کے لیے تحفہ وصول کرنا جائز ہے اور جس سے تحفہ لینا درست نہ ہو اس کی مخصوص دعوت میں شریک ہونا بھی درست نہیں ہو گا، کیونکہ مخصوص دعوت کی حیثیت ہدیہ کی ہوتی ہے۔ حیلہ ساز لوگ حکمرانوں اور سرکاری اہلکاروں سے کام لینے کے لیے اس طرح کے حیلے اور بہانے

1 غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، ادب القاضی: ص185، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، طبع اول، 1983ء

2 الغزالي، محمد بن محمد، إحياء علوم الدين: 2/156، دار الكتب العلمية، بيروت

3 ابن نجيم، البحر الرائق: 6/280

4 أيضاً: 6/280

5 أيضاً: 6/281

تلاش کرتے ہیں، لہٰذا ایماندار اور خدا کا خوف رکھنے والے حکمرانوں اور اہلکاروں کو چاہیے کہ وہ ان کی حیلہ سازی اور چال بازی سے خبر دار رہیں۔

خلاصہ

ہدیہ ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو محبت کے اظہار، رشتہ اور تعلق کو مضبوط بنانے، اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے رشتہ داروں، دوستوں، اساتذہ، علماء کرام اور ان لوگوں کو دی جاتی ہے جس سے دینے والے کو حسنِ ظن ہوتا ہے۔ ہدیہ کا مقصد شروع میں اس آدمی کو خوش کرنا یا اس کی دل جوئی ہوتا ہے جسے ہدیہ دیا جارہا ہوتا ہے اگرچہ آخر میں ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ ہدیہ لینا دینا حضور اکرم ﷺ کی سنت اور مستحب عمل ہے۔

دنیاوی مفاد حاصل کرنے کی غرض سے دیا ہوا ہدیہ رشوت ہے اور یہ وہ ہدیہ ہے جو کسی حکمران، گورنر، جج، یا کسی بھی بااختیار سرکاری یا غیر سرکاری ملازم کو اس کے عہدہ اور منصب کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔ اور کسی بھی بااختیار شخص کو اس کے عہدہ اور اختیار کی وجہ سے جو بھی فائدہ دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے، چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو، مثال کے طور پر ایسے شخص کو قرض دینا، رعایت دینا، اور عاریتاً کوئی چیز دینا وغیرہ۔

بااختیار سرکاری اہلکاروں کے لیے ان کے منصب اور عہدے کی وجہ سے مخصوص دعوت کرنا بھی رشوت ہے۔ ہر سرکاری اہلکار کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو والدین کے گھر میں فرض کرے، پھر جن ہدایا کے بارے میں سمجھے کہ معزولی کے بعد بھی مل سکیں گے تو ان کو عہدہ کے دوران لینا درست ہے۔ اور جن کے بارے میں سمجھے کہ وہ صرف عہدہ کی وجہ سے مل رہے ہیں تو ان کا لینا حرام ہے۔ اور جن دوستوں کے ہدایا کے بارے میں شک ہو کہ معزولی یا ریٹائرمنٹ کے بعد ملیں گے یا نہیں تو ان سے دور رہنا چاہیے۔